تعارف و تبصرۂ کتب (۱)

مقالہ: محصنینِ اہلِ کتاب سے مسلم عورتوں کا نکاح	مؤلف: پروفیسر ڈاکٹر حافظ محمد شکیل اوج
ناشر: کلیہ معارف اسلامیہ، جامعہ کراچی	صفحات: ۳۶۰
قیمت: ۵۰۰ روپے / اشاعت: ۲۰۱۲ء	مبصر: شیخ الحدیث ڈاکٹر فقیہ حسین حجازی*

زیرِ نظر مضمون فاضل ڈاکٹر حافظ محمد شکیل اوج کی کتاب ''نسائیات'' میں شامل ان کے مضمون ''محصنین اہل کتاب سے مسلم عورتوں کا نکاح'' کے پس منظر میں تحریر کیا گیا ہے۔ڈاکٹر صاحب ملک کی معروف اور مایہ ناز درسگاہ جامعہ کراچی کے کلیہ معارفِ اسلامیہ کے عمید ہیں، اس کے علاوہ آپ جامعہ کی سیرت چیئر کے ڈائریکٹر اور سہ ماہی ''التفسیر'' کے مدیر اعلیٰ بھی ہیں۔ڈاکٹر صاحب کی قابلیت علمی بصیرت اور جرات اظہار کا ہمیں خوب اعتراف ہے مگر تمام تر اعتراف عظمت کے باوجود اس مضمون کے حوالے سے ہمیں کلی طور پر ڈاکٹر صاحب سے اختلاف ہے، جس کا اخلاقی حدود کے اندر رہتے ہوئے اظہار قارئین کو مسئلے کی اصل حقیقت سے آگاہی فراہم کرنے کے علاوہ خود ڈاکٹر صاحب کے لیے دلائل اور غور و فکر کی نئی جہتیں بھی وا کرے گا۔

ہمیں انتہائی افسوس ہے کہ ایک منصوص اور اجماعی مسئلہ، جس پر قرآن مجید کی آیات، جدید و قدیم مفسرین کرام کی تفسیری آراء، احادیث رسولؐ اور اقوال صحابہؓ و فقہاءؒ اس کثرت اور صراحت کے ساتھ موجود ہیں کہ احاطہ کرنا مشکل ہے، پر تمام شرعی مآخذ کو نظر انداز کرکے صرف قیاسی صُغرے کُبرے ملا کر نتیجہ اخذ کیا گیا ہے اور موضوع کے سمندر میں اترنے کی بجائے عافیت کناروں میں محسوس کی گئی ہے، یہی وجہ ہے کہ موصوف نے موضوع سے متعلق اصل مآخذ اور دلائل کا ذکر تک کرنا گوارا نہیں کیا ہے۔

اس سے قبل کہ ہم اصل موضوع پر اپنی گزارشات پیش کریں، مناسب رہے گا کہ چند بنیادی امور ابتدا ہی میں عرض کردیں۔

مرد و عورت کے درمیان نکاح کی حیثیت محض ایک سول کنٹریکٹ کی نہیں ہے بلکہ اس سے بڑھ کر نکاح ایمان کی تکمیل، عفت و آبرو کی حفاظت کا ذریعہ اور حصار امن بھی ہے، اسی طرح یہ رشتہ کسی ہوٹل کی چھت تلے رہنے والے دو افراد کے مابین نہیں ہے بلکہ محبت، فدا کاری، ایک دوسرے کے لیے مر مٹنے، قربان ہو جانے اور سب کچھ لٹا دینے کے عزم کا نام نکاح ہے۔نکاح کی اسی حیثیت کو اجاگر کرتے ہوئے مولانا مودودیؒ فرماتے ہیں:

* ڈاکٹر، شیخ الحدیث، جامعہ حنفیہ کراچی برقی پتا: hijazi1973@yahoo.com
تاریخِ موصولہ: ۲/۱۰/۲۰۱۲ء

Create PDF with PDF4U. If you wish to remove this line, please click here to purchase the full version.

''عورت و مرد کے درمیان نکاح کا تعلق کوئی شہوانی تعلق نہیں بلکہ وہ ایک گہرا تمدنی، اخلاقی اور قلبی تعلق ہے،مؤمن اور مشرک کے درمیان اگر یہ قلبی تعلق ہوتو جہاں اس امر کا امکان ہے کہ مؤمن شوہر یا بیوی کے اثر سے مشرک شوہر یا بیوی پر یا اس کے خاندان اور آئندہ نسل پر اسلام کے عقائد اور طرز زندگی کا نقش ثبت ہو گا وہیں اس امر کا بھی امکان ہے کہ مشرک شوہر یا بیوی کے خیالات اور طور اطوار سے نہ صرف مؤمن شوہر یا بیوی بلکہ اس کا خاندان اور دونوں کی نسل تک متاثر ہوجائے گی اور غالب امکان اس امر کا ہے کہ ایسے ازدواج سے اسلام اور کفروشرک کی ایک ایسی معجون مرکب اس گھر اور اس خاندان میں پرورش پائے گی،جس کو غیرمسلم کتنا ہی پسند کریں مگر اسلام کسی طرح پسند کرنے کے لیے تیار نہیں ہے۔''(۱)

اللہ تعالیٰ نے بیوی کو مرد کے لیے کھیتی کی مانند قرار دیا ہے:نساؤکم حرث لکم فأتوا حرثکم انیٰ شئتم(۲)

''تمہاری عورتیں تمہاری کھیتیاں ہیں. تمہیں اختیار ہے،جس طرح چاہو،اپنی کھیتی میں آؤ۔''

ایک دہقان کی اپنی کھیتی سے اولین غرض اس کا پھل ہوتا ہے، اولاد نکاح کا پھل اور ثمرہ ہے۔ چونکہ قرآن مجید کے بیان کے مطابق اولاد باپ کی ہوتی ہے اور اسی کے نسب سے منسوب ہوتی ہے۔جیسا کہ فرمان باری تعالیٰ ہے:

وعلی المولودله رزقهن وکسوتهن بالمعروف۔(۳)

''اور اس شخص کو جس کا بچہ ہے انہیں معروف طریقے سے کھانا کپڑا دینا ہوگا۔''

اس لیے اگر ایک مسلمان عورت کے نکاح کو اہل کتاب مردوں کے ساتھ جائز قرار دے دیا جائے تو اس کا نتیجہ اس کے سوا کچھ نہ نکلے گا کہ ایک مسلمان خاتون کا بطن کسی غیرمسلم کی نسل میں اضافے کے لیے استعمال ہوتا رہے گا۔

مسلمان مردوں کے اہل کتاب کی پاکدامن عورتوں کے ساتھ نکاح کے جواز سے مسلمان خواتین کے اہل کتاب مردوں کے ساتھ نکاح کے جواز پر استدلال کرنا قیاس مع الفارق ہے، اگرچہ کہا یہی جاتا ہے کہ شوہر اور بیوی ایک گاڑی کے دو پہیوں کی مانند ہوتے ہیں۔ یہ بات حقوق کی حد تک تو تسلیم کی جاسکتی ہے لیکن ذمہ داریوں اور فرائض کے اعتبار سے دونوں میں زمین وآسمان کا فرق ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ سلم نے عورت پر مرد کی اطاعت کو واجب قرار دیا ہے، آپؐ نے فرمایا:

لو کنت امراً احداً ان یسجد لاحد لامرت النساء ان یسجدن لِازواجهن لما جعل الله لهم علیهن من الحق۔(۴)

''اگر میں کسی کو دوسرے کے سامنے سجدہ کا حکم دینے والا ہوتا تو مردوں کو عورتوں پر اللہ نے جو حقوق بخشے ہیں ان کے باعث بیوی کو حکم دیتا کہ وہ شوہر کو سجدہ کرے۔''

جبکہ مسلمان مرد کو اپنی بیوی کی ایسی کسی اطاعت کا مکلّف نہیں ٹھہرایا گیا۔تو ایک مسلمان خاتون کے لیے کیوں کر

Create PDF with PDF4U. If you wish to remove this line, please click here to purchase the full version.

ممکن ہے کہ کافر شوہر کی اس اطاعت کا حق ادا کرسکے۔

مفتی محمد شفیعؒ مرد وعورت کے اس فطری فرق کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''قابل غور بات یہ ہے کہ جب اہل کتاب کا اختلاف ہلکا قرار دے کر ان کی عورتوں سے نکاح مسلمان کا جائز ہوا تو اس کے برعکس مسلمان عورتوں کا نکاح بھی غیر مسلم اہل کتاب سے جائز ہونا چاہیے مگر غور کرنے سے فرق واضح ہوجاتا ہے کہ عورت کچھ فطرۃً ضعیف ہے اور پھر شوہر اس پر حاکم اور نگران بنایا گیا ہے، اس کے عقائد ونظریات سے عورت کا متأثر ہوجانا مستبعد نہیں، اس لیے گر مسلمان عورت غیر مسلم کتابی کے نکاح میں رہے تو اس کے عقائد کے خراب ہوجانے کا قوی اندیشہ ہے، بخلاف اس کے کہ غیر مسلم کتابی عورت مسلمان کے نکاح میں رہے تو اس کے خیالات کا اثر شوہر پر پڑنا اصولاً مستبعد ہے۔ کوئی بے اصول اور افراط کا شکار ہوجائے یہ اس کا اپنا قصور ہے۔''(۵)

ڈاکٹر صاحب کے استدلال کا محل اس دلیل کی بنیاد پر کھڑا ہے کہ قرآن مجید سورہ بقرہ ۲۲۱ میں جن مشرکین سے مناکحت کی ممانعت آئی ان سے صرف مشرکین مکہ ہی مراد ہیں، بلکہ قرآن میں مشرکین کا لفظ آنا ہی صرف مشرکین مکہ کے لیے، وہ لکھتے ہیں:

''یاد رہے کہ پورے قرآن مجید میں مشرکین سے مراد سوائے مشرکین مکہ کے کوئی اور نہیں ہے''۔(۶)

حالانکہ یہ بات محل نظر ہے کہ قرآن مجید میں مشرکین سے مراد مشرکین مکہ کے سوا کوئی اور نہیں ہے آخر اس تخصیص کی دلیل کیا ہے کھلی آنکھوں سے قرآن مجید کا مطالعہ کرنے والا اتنا بڑا دعویٰ کرنے کی جسارت نہیں کرسکتا۔ سورۃ البقرہ کی آیت ۱۳۵ اور سورۃ آل عمران کی آیت ۶۷ میں ''وما کان من المشرکین'' کا اشارہ یہود ونصاریٰ ہی کی طرف ہے۔

سورہ البقرہ کی آیت کے الفاظ یوں ہیں:

وقالوا کونوا ھوداً او نصاریٰ تھتدوا قل بل ملۃ ابراھیم حنیفا وما کان المشرکین٥(۷)

''یہودی کہتے ہیں: یہودی ہوتو راست پاؤ گے۔ عیسائی کہتے ہیں: عیسائی ہنو تو ہدایت ملے گی۔ ان سے کہو ''نہیں بلکہ سب کو چھوڑ کر ابراہیم کا طریقہ اور ابراہیم مشرکوں میں سے نہ تھا۔''

اور سورۃ آل عمران کی آیت ۶۷ حسب ذیل ہے: مَا كَانَ إِبْرَاهِيمُ يَهُودِيًّا وَلَا نَصْرَانِيًّا وَلَٰكِن كَانَ حَنِيفًا مُّسْلِمًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ٥

''ابراہیم نہ یہودی تھے نہ عیسائی بلکہ وہ تو یک مسلم یکسو تھا اور وہ مشرکوں میں سے نہ تھا۔''

درج بالا آیات میں کہ میں اشارہ گر یہود ونصاریٰ کی جانب نہیں ہے تو پھر کس کی جانب ہے؟ کیونکہ آیات کا مقصد تو اہل کتاب کے اس دعویٰ کی تردید ہے کہ یہودیوں کے قول کے مطابق حضرت ابراہیم علیہ السلام یہودی اور

Create PDF with PDF4U. If you wish to remove this line, please click here to purchase the full version.

نصرانیوں کے قول کے مطابق نصرانی تھے، ان کے اس دعوے کی تردید یوں کی گئی ہے کہ حضرت ابراہیمؑ تمہاری طرح کے مشرک نہیں تھے۔ اسی طرح اگر سورۃ توبہ کی آیت ۳۲ هُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَه بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَه عَلَی الدِّیْنِ كُلِّه وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ o

”وہ اللہ ہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا ہے تاکہ اسے پوری جنس دین پر غالب کردے خواہ مشرکوں کو یہ کتنا ہی ناگوار ہو“

اور اس کی ہم معنی سورہ الصّف کی آیت ۹ کو پڑھیں تو بھی سیاق وسباق اس بات کی بین دلیل ہے کہ الکافرون اور المشرکون سے اہل کتاب ہی مراد ہیں نہ کہ مشرکین مکہ کیونکہ سورۃ توبہ میں اس آیت سے پہلے اِتَّخَذُوْا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ [8] (انہوں نے اپنے علما اور درویشوں کو اللہ کے سوا اپنا رب بنا لیا ہے) اور اس کے بعد یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِنَّ كَثِیْرًا مِّنَ الاَحْبَارِ وَالرُّهْبَانِ لَیَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ [9] (اے لوگو جو ایمان لائے ہو، ان اہل کتاب کے اکثر علما اور درویشوں کا حال یہ ہے کہ وہ لوگوں کے مال باطل طریقوں سے کھاتے ہیں۔) کے الفاظ ہیں۔ اسی طرح سورۃ الصّف کی آیت ۵ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اپنی قوم یہود سے وَاِذْ قَالَ مُوْسٰی لِقَوْمِه یَا قَوْمِ لِمَ تُؤْذُوْنَنِیْ (اور یاد کرو موسیٰ کی وہ بات جو اس نے اپنی قوم سے کہی تھی کہ: اے میری قوم کے لوگو! کیوں مجھے اذیت دیتے ہو) کے الفاظ میں شکوہ بیان کیا گیا ہے اور اسی سورۃ کی آیت ۶ میں حضرت عیسیٰؑ کی زبانی بنی اسرائیل کو مخاطب کرکے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کی بشارت سنائی گئی ہے۔

سورۃ الصّف کی اس آیت کے سباق کے علاوہ سیاق بھی اسی پر دلالت کرتا ہے کہ مذکورہ آیت میں المشرکون سے مراد اہل کتاب کے علاوہ کوئی نہیں ہے۔ اگر سورۃ کو آخر تک پڑھنے کی زحمت گوارا کرلی جاتی تو یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا اَنْصَارَ اللّٰهِ كَمَا قَالَ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ لِلْحَوَارِیِّیْنَ مَنْ اَنْصَارِیْ اِلَی اللّٰهِ قَالَ الْحَوَارِیُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ فَاٰمَنَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْ بَنِیْ اِسْرَآئِیْلَ وَكَفَرَتْ طَّآئِفَةٌ [10] (اے لوگو جو ایمان لائے ہو، اللہ کے مددگار بنو، جس طرح عیسیٰؑ ابن مریم نے حواریوں کو خطاب کرکے کہا تھا: ”کون ہے اللہ کی طرف بلانے میں میرا مددگار“؟ اور حواریوں نے جواب دیا تھا ”ہم ہیں اللہ کے مددگار“۔ اس وقت بنی اسرائیل کا ایک گروہ ایمان لایا اور دوسرے گروہ نے انکار کیا۔) کا بیان اس سنگین ٹھوکر سے بچالیتا۔ اپنی غلط بات کو تحقیق کا نام دینے اور اس پر بے جا اصرار کرنے کی اس سے بڑھ کر اور کیا مثال ہو سکتی ہے کہ خود اہل کتاب تو اپنے بارے میں شرک کے ارتکاب کا اعتراف کریں لیکن اُن کے اس اقرار کو بھی تسلیم نہیں کرنا چاہیے۔

اس کے باوجود بھی یہ دعویٰ کرنا کہ ”قرآن کا وہ مشرک اب روئے زمین پر کہیں موجود ہی نہیں جس کے بارے میں احکام اترے تھے“ دعویٰ بلا دلیل کے سوا کچھ نہیں ہے، اس دعوی کی نوعیت ایسے ہی ہے جیسے کوئی دعوی کرے کہ

Create PDF with PDF4U. If you wish to remove this line, please click here to purchase the full version.

آج کا سود وہ سونہیں ہے جو اسلام میں ممنوع ہے۔آج کا خنزیر وہ خنزیر نہیں ہے جسے حرام کیا گیا تھا اور آج کی شراب وہ شراب نہیں ہے جس پر پابندی عائد کی گئی تھی۔

ڈاکٹر صاحب کی مسلمان عورت کے اہل کتاب کے ساتھ نکاح کے جواز پر دوسری دلیل یہ ہے کہ قرآن مجید نے اہل کتاب اور مشرکین کے ساتھ معاشرت کے حوالے سے فرق کیا ہے اور اس فرق کی مثال سورہ التوبہ کی آیت ۲۸ یاایھاالذین امنوا إِنَّمَا الْمُشْرِكُونَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هَـٰذَا(اے ایمان والو! مشرکین تو سراپا نجاست ہیں،سو اس سال کے بعد مسجد حرام کے قریب نہ آنے پائیں۔) سے دی ہے۔

مشرکین اور اہل کتاب کے درمیان چند معاشرتی امور میں فرق کا یہ مطلب نہیں نکالا جاسکتا کہ قرآن وحدیث کی واضح تصریحات کے علی الرغم یہود ونصاری کے ساتھ مسلم خواتین کے نکاح کو جائز قرار دے دیا جائے،اس فرق کی حیثیت ہی کیا ہے؟جزیرۃ العرب سے نکالے جانے کا حکم جس طرح مشرکین کے لیے اسی طرح اہل کتاب کے لیے بھی تو ہے،نبیؐ نے ارشاد فرمایا:اخرجوا الیھود من جزیرۃ العرب[11](یہود کو جزیرۃ العرب سے نکال دو)

یک اور حدیث میں آپؐ نے فرمایا:

عن ابی ھریرۃؓ قال بینما نحن فی المسجد خرج النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال انطلقوا الی یھود فخرجنا حتی جئنا بیت المدراس فقال اسلموا تسلموا واعلموا ان الارض للہ ورسولہ وانی ارید ان اجلیکم من ھذہ الارض فمن یجد منکم لہ من مالہ شیئاً فلیبعہ والا فاعلموا ان الارض للہ ولرسولہ.[12]

''حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ ہم مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے کہ رسول کرمؐ ہمارے پاس تشریف لائے،آپ نے فرمایا چلو یہود کی طرف چلتے ہیں،ہم آپؐ کے ساتھ چل پڑے یہاں تک کہ بیت المدراس آ گئے،آپ نے فرمایا اسلام قبول کرلو سلامت رہو گے ورنہ جان لو کہ یہ سرزمین اللہ اور اس کے رسول کی ہے اور میں تم لوگوں کو اس سرزمین سے جلاوطن کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں پس تم میں سے جو شخص کچھ اٹھا کر لے جاسکتا ہے تو لے جائے ورنہ جان لو کہ یہ زمین اللہ اور اس کے رسول کی ہے۔''

واضح رہے کہ امام بخاریؒ،امام مسلمؒ اور امام ابوداؤدؒ تینوں محدثین نے اس حدیث کو ''باب اخراج الیھود من جزیرۃ العرب'' کے عنوان ہی کے تحت ذکر کیا ہے،جبکہ اس مضمون کی معروف حدیث کے الفاظ یوں ہیں:اخرجوا المشرکین من جزیرۃ العرب[13] مندرجہ بالا دونوں احادیث کا مدعیٰ یک ہی ہے اور ان احادیث کے مطابق یہود مشرکین کے مفہوم میں شامل ہیں۔

تو کیا اب بھی آپ کی رائے کے مطابق اہل کتاب کو اس حکم سے استثنا حاصل ہے؟

Create PDF with PDF4U. If you wish to remove this line, please click here to purchase the full version.

اس مضمون کی یک اور حدیث ملاحظہ ہو:

عن عمر بن الخطابؓ انه سمع رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول لاخرجن الیهود والنصاریٰ من جزیرة العرب حتی لا ادع الامسلما۔ (۱۴)

"میں یہود و نصاریٰ کو جزیرۃ العرب سے نکال کر ہی چھوڑوں گا اور مسلمانوں کے علاو کسی کو یہاں نہیں چھوڑوں گا۔"

اس حدیث کو امام مسلمؒ کے علاوہ امام ابوداؤدؒ، امام ترمذیؒ، امام احمدؒ اور دیگر ائمہ حدیث نے بھی تھوڑے الفاظ کے اختلاف کے ساتھ روایت کیا ہے۔

سورۃ التوبہ کی آیت ۱۱۳ ماکان للنبی والذین آمنوا ان یستغفروا للمشرکین **میں یہ بات تو** آپ کو یاد رہی کہ اس میں بھی مشرکین کے ساتھ سخت رویہ اختیار کرنے کا حکم دیا گیا ہے جس سے مفہوم مخالف کے طور پر آپ نے اہل کتاب کے سامنے جھک جانے کا حکم کشید کیا ہے لیکن آپ کو یہ یاد نہ رہا کہ یہ آیت تو نازل ہی رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی کے باپ کی وفات کے موقع پر ہوئی تھی جس میں آپ کو اس کا جنازہ پڑھانے سے منع فرمایا گیا تھا۔ عبداللہ بن ابی اہل کتاب سے تعلق رکھنے والا منافق تھا نہ کہ قریش مکہ سے تعلق رکھنے والا کوئی مشرک، پھر اس کو مشرک کہنے سے کیا یہ بات پایہ ثبوت کو نہیں پہنچ جاتی کہ یہود بھی مشرکین کے زمرے میں شامل ہیں۔

اب ہم قرآن وحدیث اور ائمہ کرام کے اقوال وفتاویٰ کی روشنی میں مسئلے کی حقیقت پر روشنی ڈالتے ہیں۔

درحقیقت اللہ تعالیٰ نے مسلمان مردوں کو اجازت دی ہے کہ وہ چاہیں تو اہل کتاب کی پاکدامن عورتوں سے نکاح کرلیں، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

والمحصنات من الذین اوتوا الکتاب من قبلکم اذا اتیتموهن اجورهن (۱۵) (اہل کتاب کی پاکدامن عورتیں تمہارے لیے حلال ہیں بشرطیکہ تم ان کو ان کے مہر دے دو)۔ یہ آیت سورۃ البقرہ کی آیت ولا تنکحوا المشرکات حتی یؤمنّ ولامة مؤمنة خیر من مشرکة (۱۶) (تم مشرک عورتوں سے۔ اگر نکاح نہ کرنا جب تک کہ وہ ایمان نہ لے آئیں۔ اور یک مؤمن لونڈی مشرک شریف زادی سے بہتر ہے) کے لیے مخصّص ہے۔

حافظ ابن کثیرؒ فرماتے ہیں:

وقد تزوج جماعة من الصحابة من نساء النصاریٰ ولم یروا بذلک بأسا اخذا بهذه الأیة الکریمة: والمحصنٰت من الذین اوتوا الکتاب من قبلکم، **فجعلوا هذه مخصصة للآیة التی فی البقرة ولا تنکحوا المشرکات حتی یؤمنّ.** (۱۷)

"اور چند صحابہ کرامؓ نے قرآن مجید کی آیت" **والمحصنات من الذین اوتوا الکتاب من**

Create PDF with PDF4U. If you wish to remove this line, please click here to purchase the full version.

قبلکم" سے استدلال کرتے ہوئے عیسائی عورتوں سے نکاح کیے تھے۔ ان حضرات نے البقرہ کی آیت میں المائدہ کی آیت سے تخصیص کی تھی۔"

سورۃ البقرہ کی آیت میں مشرکوں سے نکاح کی ممانعت جس طرح مسلمان عورتوں کے لیے ہے اسی طرح مسلمان مردوں کے لیے بھی ہے لیکن چونکہ مسلمان مردوں کے لیے سورۃ المائدۃ میں ممانعت کے بعد رخصت آچکی ہے جبکہ مسلمان خواتین کے لیے ایسی کوئی رخصت نہیں آئی ہے اس لیے یہ رخصت صرف مسلمان مردوں ہی کو حاصل ہوگی نہ کہ خواتین کو۔ اس بنا پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ مسلمان مرد کے لیے تو اہل کتاب کی پاکدامن عورتوں سے نکاح جائز ہے لیکن مسلمان خاتون کو کسی "پاکدامن" کتابی سے نکاح جائز نہیں ہے۔ اس فرق کی وجہ واضح ہے کہ مرد کا گھر کے اندر قوامیت حاصل ہوتی ہے اور وہ اپنی اس قوامیت کی بدولت نہ صرف عائلی امور میں غالب رہتا ہے بلکہ مذہب کے معاملے میں بھی وہ بیوی بچوں پر اپنی رائے کو آسانی سے مسلط کرسکتا ہے جبکہ خاتون صنف نازک ہونے اور دوسروں کی آرا سے جلد متاثر ہوجانے کی بنا پر ایسا کردار ادا کرنے سے عموماً قاصر رہتی ہے۔

اس فرق کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ چونکہ مسلمان اپنے پیغمبر کے ساتھ ساتھ سابقہ تمام انبیا کرامؑ پر بھی ایمان رکھتا ہے اور ان کو اسی تقدس واحترام کی نظر سے دیکھتا ہے جس احترام کی نظر سے وہ پیغمبر اسلامؐ کو دیکھتا ہے اس لیے مسلمان مرد کی جانب سے کتابی بیوی کے جذبات مجروح ہونے کا کوئی امکان نہیں ہے، جبکہ اہل کتاب سے اس قسم کے تقدس واحترام کی توقع رکھنا عبث ہے اور آپؐ کی بعثت سے لیکر آج تک کسی تعطل کے بغیر یہود ونصاریٰ کا مسلسل غیظ وغضب رویہ اس کا بیّن ثبوت ہے۔

مسلمان عورت کے اہل کتاب کے مردوں کے ساتھ نکاح کے عدم جواز پر قرآن، سنت، اجماع اور قیاس چاروں مآخذ قانون کے اس کثرت کے ساتھ دلائل موجود ہیں جس کا انکار یا تاویل ناممکن ہے، ذیل میں ہم ترتیب کے ساتھ ان دلائل کو قارئین کے سامنے پیش کرتے ہیں:

قرآنی آیات:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ولا تنكحوا المشركات حتى يؤمنّ ولامة مؤمنة خير من مشركة ولو اعجبتكم ولا تنكحوا المشركين حتى يؤمنوا ولعبد مؤمن خير من مشرك ولو اعجبكم اولئك يدعون الى النار والله يدعوا الى الجنة والمغفرة باذنه ويبين الله اياته للناس لعلهم يتذكرون۔ (۱۸)

"تم مشرک عورتوں سے ہرگز نکاح نہ کرنا جب تک کہ وہ ایمان نہ لے آئیں۔ ایک مؤمن لونڈی مشرک شریف زادے سے بہتر ہے، گرچہ وہ تمہیں بہت پسند ہو۔ اور اپنی عورتوں کے نکاح مشرک مردوں سے

Create PDF with PDF4U. If you wish to remove this line, please click here to purchase the full version.

کے ساتھ کبھی نہ کرنا جب تک کہ وہ ایمان نہ لے آئیں۔ ایک مؤمن غلام مشرک شریف زادے سے بہتر ہے گرچہ وہ تمہیں بہت پسند ہو۔ یہ لوگ تمہیں آگ کی طرف بلاتے ہیں اور اللہ اپنے اِذن سے تمہیں جنت اور مغفرت کی طرف بلاتا ہے اور وہ اپنے احکام واضح طور پر لوگوں کے سامنے بیان کرتا ہے، توقع ہے کہ وہ سبق لیں گے اور نصیحت قبول کریں گے۔"

آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے دو امور کا ذکر فرمایا ہے۔ مسلمان مرد کا مشرک عورت سے نکاح اور مسلمان عورت کا مشرک مرد سے نکاح۔ جہاں تک پہلے مسئلے یعنی مسلم مرد کا مشرکہ سے نکاح کا مسئلہ ہے تو وہ قطعاً ناجائز اور حرام ہے البتہ اہل کتاب یعنی یہود ونصاریٰ کی عورتوں کے ساتھ نکاح کا مسئلہ مستثنیٰ ہے۔ اس استثنا کی بنیاد اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے الیوم احل لکم الطیبات وطعام الذین اوتوا الکتاب حل لکم وطعامکم حل لهم والمحصنات من المؤمنات والمحصنات من الذین اوتوا الکتاب من قبلکم اذا اٰتیتموهن اجورهن محصنین غیر مسافحین ولا متخذی اخدان۔[۱۹]

"آج تمہارے لیے ساری پاک چیزیں حلال کر دی گئی ہیں۔ اہل کتاب کا کھانا تمہارے لیے حلال ہے اور تمہارا کھانا ان کے لیے۔ اور محفوظ (پاکدامن) عورتیں بھی تمہارے لیے حلال ہیں، خواہ ان کا تعلق اہل ایمان کے گروہ سے ہو یا ان قوموں سے جن کو تم سے پہلے کتاب دی گئی تھی، بشرطیکہ تم ان کو ان کے مہر ادا کر کے نکاح میں ان کے محافظ بنو، نہ یہ کہ آزاد شہوت رانی کرنے لگو یا چوری چھپے آشنائیاں کرو۔"

جیسا کہ ہم کہہ چکے ہیں کہ یہ آیت سورۃ البقرۃ کی آیت کے لیے مخصص ہے۔

امام ابن جریر طبریؒ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

واولیٰ هذه الاقوال بتأویل ما قاله قتادة من ان الله تعالیٰ ذکره عنی بقوله ولا تنکحوا المشرکات حتی یؤمنّ من لم یکن من اهل الکتاب من المشرکات و الایة عام ظاهرها خاص باطنها لم ینسخ منها شیئ وان نساء اهل الکتاب غیر داخلات فیها وذلک ان الله تعالیٰ ذکره احل بقوله والمحصنات من الذین اوتوا الکتاب من قبلکم **للمؤمنین من نکاح محصناتهن مثل الذی اباح لهم من نساء المؤمنات.**[۲۰]

"اور سب سے راجح قول حضرت قتادہؒ کا ہے کہ" ولاتنکحوا المشرکات حتی یؤمن' سے باری تعالیٰ کی مراد اہل کتاب کے علاوہ مشرک عورتیں ہیں۔ آیت مبارکہ کے الفاظ گرچہ عام ہیں تاہم حکم کے اعتبار سے خاص ہے۔ اور آیت مبارکہ منسوخ نہیں ہے اور اس حرمت میں اہل کتاب عورتیں شامل نہیں ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے "والمحصنات من الذین اوتوا الکتاب من قبلکم" کے الفاظ کے ذریعے

Create PDF with PDF4U. If you wish to remove this line, please click here to purchase the full version.

مؤمن مردوں کے لیے اہل کتاب کی پاکدامن عورتوں سے نکاح کو حلال قرار دیا ہے، جیسا کہ مسلمان خواتین سے نکاح کو حلال قرار دیا ہے۔"

حافظ ابن کثیرؒ فرماتے ہیں:

هذا تحريم من الله عزوجل على المؤمنين ان يتزوجوا المشركات من عبدة الاوثان ثم ان كان عمومها مرادا وانه يدخل فيها كل مشركة من كتابية ووثنية فقد خص من ذلك نساء اهل الكتاب بقوله والمحصنات من المؤمنات والمحصنات من الذين اوتوا الكتاب من قبلكم اذا اتيتموهن اجورهن محصنين غير مسافحين ولا متخذى اخدان۔ (۴۱)

"اوراللہ تعالیٰ کی جانب سے مؤمنین کا بت پرست مشرک عورتوں سے نکاح حرام ہے پھر اگر اس آیت کو اس کے عموم پر محمول کریں تو کتابی اور بت پرست دونوں طرح کی مشرک عورتوں سے نکاح حرام ہونا چاہیے لیکن "والمحصنات من المؤمنات والمحصنات من الذين اوتوا الكتاب من قبلكم اذا اتيتموهن اجورهن محصنين غير مسافحين و لامتخذى اخدان" کے الفاظ سے اس عموم کے اندر تخصیص کر دی گئی ہے۔"

رہا دوسرا مسئلہ یعنی مسلمان عورت کا مشرک مرد سے نکاح کرنا تو وہ بالکل حرام ہے خواہ مشرک کا تعلق اہل کتاب سے ہو یا بت پرستوں سے، اور امت کا اس بات پر اجماع ہے۔

چنانچہ امام قرطبیؒ لکھتے ہیں:

واجمعت الامة على ان المشرك لا يطأ المؤمنة بوجه لما في ذلك من الحضاضة على الاسلام. (۴۲)

"امت کا اس امر پر اجماع ہے مشرک مسلم عورت سے کسی صورت جماع نہیں کرسکتا کیونکہ اس میں یک طرح کی اسلام کے خلاف جرات ہے"۔

امام بغویؒ فرماتے ہیں:

قوله تعالى: ولا تنكحوا المشركين حتى يؤمنوا **هذا اجماع لا يجوز للمسلمة ان تنكح المشرك.** (۴۳)

"**قوله تعالى:** ولا تنكحوا المشركين حتى يؤمنوا اس پر اجماع ہے کہ مسلمان عورت کے لیے مشرک کے ساتھ نکاح کرنا جائز نہیں ہے۔"

علامہ شنقیطیؒ رقمطراز ہیں:

Create PDF with PDF4U. If you wish to remove this line, please click here to purchase the full version.

وبھذہ النصوص القرآنیة الصریحة الموضحة لمفھوم ھذہ الایة تعلم انه لا یجوز تزویج المسلمة للکافر مطلقا۔[۲۳]

''قرآن مجید کی ان صریح آیات سے معلوم ہوا کہ مسلمان عورت کا کافر مرد سے نکاح قطعاً ناجائز ہے''۔

امام رازیؒ فرماتے ہیں:

فلا خلاف ھاھنا ان المراد به الکل ای جمیع غیر المسلمین وان المؤمنة لا یحل تزوجھا من الکافر البتة علی اختلاف انواع۔[۲۴]

''اس بارے میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ مشرک سے تمام غیر مسلم مراد ہیں اور یہ کہ کفر کی تمام انواع و اقسام کے باوجود کسی کافر سے مسلمان خاتون کا نکاح جائز نہیں ہے''۔

علامہ کاسانیؒ فرماتے ہیں:

فلا یجوز النکاح المؤمنة الکافرَ لقوله تعالیٰ ولا تنکحوا المشرکین حتی یؤمنوا ولان فی نکاح المؤمنة الکافر خوف وقوع المؤمنة فی الکفر لان الزوج یدعوھا الی دینه والنساء فی العادات یتبعن الرجال۔[۲۵]

''ولا تنکحوا المشرکین حتی یؤمنوا کی رو سے مومن عورت کا کافر مرد سے نکاح بالکل ناجائز ہے۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اس سے مسلمان عورت کے کفر میں مبتلا ہونے کا خطرہ ہے کیونکہ عموماً مرد بیوی کو اپنے دین کی طرف دعوت دیتا ہے اور عورت اس کو قبول کر لیتی ہیں''۔

امام مالکؒ فرماتے ہیں:

الاتریٰ ان المسلمة لایجوز ان ینکحھا النصرانی او الیھودی علی حال وھی اذا کانت نصرانیة تحت نصرانی فاسلمت ان الزوج املک بھا ماکانت فی عدتھا ولو ان نصرانیا ابتدأ نکاح مسلمة کان النکاح باطلا۔[۲۶]

''کیا یہ حقیقت نہیں ہے کہ مسلمان عورت کا یہودی یا عیسائی سے کسی صورت نکاح جائز نہیں ہے۔ اگر کوئی عیسائی عورت عیسائی مرد کے نکاح میں ہو اور عورت مسلمان ہو جائے تو صرف دوران عدت مرد کا بیوی کے ساتھ نکاح رہے گا، اگر نصرانی نے مسلمان عورت سے نکاح کیا تو نکاح باطل ہو گا''۔

علامہ بہوتیؒ فرماتے ہیں:

ولا یحل لمسلمة نکاح کافر بحال حتی یسلم لقوله تعالیٰ: ولا تنکحوا المشرکین حتی یؤمنوا۔[۲۷]

''مسلمان عورت کے لیے کافر مرد سے نکاح حلال نہیں ہے جب تک کہ وہ ایمان نہ لے آئے کیونکہ اللہ

Create PDF with PDF4U. If you wish to remove this line, please click here to purchase the full version.

تعالیٰ کا فرمان ہے ولا تنکحوا المشرکین حتی یؤمنوا.....“

ابن حزمؒ فرماتے ہیں:

ولایحل لمسلمة نکاح غیر مسلم اصلا ...... برهان ذلک قول الله عزوجل: ولا تنکحوا المشرکین حتی یؤمنوا.(۲۸)

”مسلمان عورت کے لیے کافر مرد سے نکاح حلال نہیں ہے۔اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا فرمان ولا تنکحوا المشرکین حتی یؤمنوا ہے۔“

ڈاکٹرعبدالکریم زیدان لکھتے ہیں:

وتحریم زواج المسلمة بغیر المسلم هو تحریم ثابت وقطعی مهما کان دین غیر المسلم ای سوآء کان من الکتاب الیهود او النصاریٰ او کان وثنیا اومجوسیا اولایدین بای دین.(۲۹)

”مسلمان عورت کے کافر مرد سے نکاح کی حرمت قطعی ہے، یعنی اسلام کے علاوہ اہل کتاب،بت پرست، آتش پرست اور لادین قوموں میں سے کسی کے ساتھ نکاح جائز نہیں ہے۔“

اس سلسلے میں دوسری آیت سورہ ممتحنہ کی ہے،ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لاهن حل لهم ولا هم یحلون لهن.(۳۰)

”نہ وہ(مسلمان عورتیں) کفار کے لیے حلال ہیں اور نہ کفار ان کے لیے حلال۔“

حافظ ابن کثیرؒ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

وقد کان جائزا فی ابتداء الاسلام ان یتزوج المشرک المؤمنة ......فهذان دلیلان من کتاب الله صریحان فی تحریم زواج الکافر من المسلمة.(۳۱)

”اوائل اسلام میں مشرک کا مسلمان عورت سے نکاح جائز تھا۔.....قرآن مجید کی یہ دونوں آیات واضح دلیل ہیں کہ کافر مرد کا مسلمان عورت سے نکاح حرام ہے۔“

احادیث

عن جابر رضی الله عنهما قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم نتزوج نساء اهل الکتاب ولا یتزوجون نسائنا.(۳۲)

”حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ نبیؐ نے ارشادفرمایا ہم اہل کتاب کی عورتوں سے نکاح کرسکتے ہیں مگر وہ ہماری عورتوں سے نکاح نہیں کرسکتے“۔

قال النبی صلی الله علیه وسلم: اتقوا الله فی النساء فانهن عوان عندکم.(۳۳)

Create PDF with PDF4U. If you wish to remove this line, please click here to purchase the full version.

''نبیؐ نے ارشادفرمایا:عورتوں کے معاملے میں خدا کا خوف کرو وہ تمہارے پاس ہیں۔''

عن انسؓ بن مالک رضی الله عنه قال خطب ابو طلحه ام سليم فقال والله ما مثلک يا ابا طلحة يرد ولكنك رجل كافر وانا امرأة مسلمة ولا يحل لي ان تزوجك فان تسلم فذلک مهری ولا اسألک غيره فاسلم فكان ذلک مهرها.(۳۴)

''حضرت انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ ابوطلحہؓ نے ام سُلیم کو پیغام نکاح بھیجا تو انہوں نے کہا: ابوطلحہ!تم جیسے آدمی کا پیغام ردتو نہیں کیا جاسکتا مگر تم یک کافر مرد اور میں مسلمان عورت ہوں۔میرے لیے تم سے شادی کرنا ممکن نہیں ہے،البتہ اگر تم مسلمان ہوجاؤ تو یہی میرا مہر ہوگا اور اس کے سوا میں تم سے کچھ نہ مانگوں گی،چنانچہ یہی ان کا مہر ہوا۔''

عن عمر بن الخطاب رضي الله عنه: يتزوج المسلم النصرانية ولا يتزوج النصراني المسلمة.(۳۵)

''حضرت عمر فرماتے ہیں:مسلمان مردتو نصرانی عورت سے نکاح کرسکتا ہے مگر نصرانی مرد مسلمان عورت سے شادی نہیں کرسکتا۔''

عن ابي الزبير انه سمع جابربن عبدالله رضي الله عنهما يسأل عن نكاح المسلم اليهودية والنصرانية فقال تزوجنا هن زمن الفتح بالكوفة مع سعد بن ابي وقاص ونحن لانكاد نجد المسلمات كثيرا فلمارجعنا طلقناهن وقال لايرثن مسلما ولا يرثهن ونساؤهن لنا حل ونساؤنا عليهم حرام.(۳۶)

''ابوزبیر سے مروی ہے کہ انہوں حضرت جابر بن عبداللہؓ سے سنا،ان سے پوچھا گیا کہ کیا مسلمان یہودی یا عیسائی عورت سے نکاح کرسکتا ہے؟ انہوں نے فرمایا ہم نے فتح کوفہ کے موقع پر سعد بن ابی وقاص کی موجودگی میں ان سے نکاح کیے تھے،اس لیے کہ وہاں مسلمان عورتوں کا زیادہ تعداد میں ملنا بہت مشکل ہوگیا تھا۔جب ہم واپس آئے تو ہم نے انہیں طلاقیں دے دیں۔انہوں نے یہ بھی فرمایا کہ نہ یہودی اور عیسائی بیویاں اپنے مسلمان شوہروں کی وارث بن سکی ہیں اور نہ ان کے مسلمان شوہر ان کے وارث بن سکے ہیں۔ان کی عورتیں ہمارے لیے حلال ہیں مگر ہماری عورتیں ان کے لیے حرام ہیں۔''

عن ابن عباس رضي الله عنهما قال: ان الله عزوجل بعث محمد صلى الله عليه وسلم بالحق ليظهر على الدين كله فديننا خير الاديان وملتنا فوق الملل ورجالنا فوق نسا نهم ولا يكون رجالهم فوق نسائنا.(۳۷)

Create PDF with PDF4U. If you wish to remove this line, please click here to purchase the full version.

''حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے،انہوں نے کہا: بے شک اللہ تعالیٰ نے محمؐ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا تاکہ وہ اسے پوری جنس ادیان پر غالب کردے۔پس ہمارا دین سب سے بہترین دین اور ہماری ملت سب سے بالاتر ملت ہے،ہمارے مردان کی عورتوں کے اوپر ہوں مگران کے مرد ہماری عورتوں کے اوپر نہ ہوں۔''

عن عمر :النکاح رِق فلینظر احدکم عند من یرق کریمته.[۳۸]

''حضرت عمرؓ نے فرمایا نکاح یک طرح کی غلامی ہے،اس لیے ہر شخص کو سوچنا چاہیے کہ اپنی شریف زادی کس کی ''غلامی'' میں دے رہا ہے۔''

اقوال فقہا

حنفی مسلک

امام سرخسیؒ فرماتے ہیں :

واذا تزوج الذمی مسلمة حرة فرق بینهما لقوله تعالیٰ ولا تنکحوا المشرکین حتی یؤمنوا **ولقوله صلی الله علیه وسلم:الاسلام یعلو ولا یعلی فاستقر الحکم فی الشرع علی ان المسلمة لا تحل للکافر وان کان حلالا فی الابتداء فیفرق بینهما ویوجع عقوبة ان کان قد دخل بها.**[۳۹]

''اور جب ذمی آزاد مسلمان عورت سے نکاح کرے تو اللہ تعالیٰ کے فرمان ولاتنکحوا المشرکین حتی یؤمنوا اور نبیؐ کے فرمان **الاسلام یعلو ولایعلی علیه** (ترجمہ: اسلام اوپر ہوتا ہے نہ کہ اس کے اوپر کوئی ہو) کی رو سے دونوں کے درمیان علیحدگی کرادی جائے گی۔شریعت کا آخری حکم یہی ہے کہ مسلمان عورت کا کافر مرد سے نکاح حرام ہے۔ گرچہ ابتدائے اسلام میں اس کی اجازت تھی۔ایسے نکاح میں نہ صرف علیحدگی کرادی جائے گی بلکہ اگر اس نے مباشرت کی ہو تو اسے دردناک سزا بھی دی جائے گی۔''

مالکی مذہب

امام مالکؒ کا فتویٰ گزشتہ سطور میں ہم نقل کر چکے ہیں کہ جب ان کے شاگرد ابن القاسمؒ نے ان سے اس بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا:

الاتری ان المسلمة لا یجوز ان ینکحها النصرانی ولا الیهودی علی حال وهی اذا کانت نصرانیة تحت نصرانی فاسلمت ان الزوج املک بها ما دامت فی عدتها ولوان نصرانیا ابتدأ نکاح مسلمة کان النکاح باطلا.[۴۰]

''کیا یہ حقیقت نہیں ہے کہ مسلمان عورت کا یہودی یا عیسائی مرد سے کسی صورت نکاح جائز نہیں ہے۔اگر کوئی عیسائی عورت عیسائی مرد کے نکاح میں ہو اور عورت مسلمان ہوجائے تو صرف دوران عدت مرد کا

Create PDF with PDF4U. If you wish to remove this line, please click here to purchase the full version.

بیوی کے ساتھ نکاح رہے گا، گر نصرانی نے مسلمان عورت سے نکاح کیا تو نکاح باطل ہوگا۔"

فقہ شافعی:

امام شافعیؒ فرماتے ہیں:

قد اجتمع الناس علی ان لا یحل لرجل منهم ای من اهل الکتاب ان ینکح مسلمة. (۴۱)

"لوگوں کا اس بات پر اجماع ہے کہ اہل کتاب میں سے کسی کافر مرد کے ساتھ مسلمان عورت کا نکاح حرام ہے۔"

یک اور مقام پر امام شافعیؒ فرماتے ہیں:

ولم یختلف الناس فیما علمنا فی ان الزانیة المسلمة لا تحل لمشرک وثنی ولا کتابی. (۴۲)

"ہمارے علم کی حد تک علما میں سے کسی کا اب بارے میں اختلاف نہیں ہے کہ مسلمان زانی عورت تک کا نکاح بھی کسی بت پرست یا اہل کتاب مشرک کے ساتھ جائز نہیں "حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ نبیؐ نے ارشاد فرمایا ہم اہل کتاب کی عورتوں سے نکاح کر سکتے ہیں مگر وہ ہماری عورتوں سے نکاح نہیں کر سکتے" ہے۔"

امام شافعیؒ مزید فرماتے ہیں:

وان کانت الایة نزلت فی تحریم نساء المسلمین من مشرکی اهل الاوثان یعنی قوله تعالٰی ولا تنکحوا المشرکین حتی یؤمنوا فالمسلمات محرمات علی المشرکین منهم بالقرآن بکل حال وعلی مشرکی اهل الکتاب لقطع الولایة بین المسلمین والمشرکین ولم یختلف الناس فیه. (۴۳)

"ولا تنکحوا المشرکین حتی یؤمنوا کی آیت گرچہ نازل تو مسلمان عورتوں کے بت پرست مشرکوں کے ساتھ نکاح کی حرمت کے بارے میں ہوئی ہے لیکن بت پرست مشرکوں کے علاوہ اہل کتاب مشرکوں کے ساتھ بھی ان کا نکاح حرام ہے کیونکہ قرآن مجید کے بیان کے مطابق مؤمن اور مشرک میں "ولایت" کوئی رشتہ قائم نہیں ہوسکتا اور اس میں کسی کو کوئی اختلاف نہیں ہے۔"

فقہ حنبلی:

علامہ ابن قدامہ حنبلیؒ فرماتے ہیں:

ولا یتزوج کافر مسلمة بحال ولا مسلم کافرة الا ان یؤمن. (۴۴)

"کافر مرد کسی حال میں مسلمان عورت کے ساتھ نکاح نہیں کر سکتا اور نہ مسلمان مرد کسی کافر عورت کے ساتھ نکاح کر سکتا ہے الا یہ کہ وہ ایمان لے آئیں۔"

Create PDF with PDF4U. If you wish to remove this line, please click here to purchase the full version.

ماحصل

اور آخر میں یہ عرض کرنا ضروری خیال کرتا ہوں کہ فی زمانہ دیار مغرب میں بسنے والے مسلمان اپنی نوجوان نسل کے حوالے سے جس کرب میں مبتلا ہیں وہ ہر دردمند مسلمان کے لیے شرمندگی کا باعث ہے کہ بے راہ روی کی شکار مسلمان لڑکیاں اپنے دین، تہذیب وتمدن اور والدین کے خلاف علم بغاوت بلند کرتے ہوئے مسلم نوجوانوں کو یکسر نظر انداز کر کے غیر مسلم لڑکوں کو اپنا شریک سفر بنانے کے لیے ترجیح دے رہی ہیں۔اس صورت حال پر جس قدر بھی افسوس کیا جائے کم ہے،اس کے لیے مسلمان عالمی تحریکوں کو توجہ دینا چاہیے تاکہ مسلمان لڑکیاں اس نام نہاد نکاح کے نام پر زندگی بھر کے حرام سے بچ سکیں۔تاہم اس کا یہ قطعا حل نہیں ہے کہ اجتہاد کے نام پر مسلمان عورت کے اہل کتاب سے نکاح کو جائز قرار دے کر فساد اور اباحت پسندی کو فروغ دیا جائے۔جہاں مسئلے کی علمی اور شرعی حیثیت کا تعلق ہے تو اس کو قرآن مجید کی آیات، مفسرین کے اقوال اور فقہاء کرام کے فتاوی کی روشنی میں ہم بیان کر چکے ہیں۔ امید ہے کہ محترم ڈاکٹر اوج صاحب ہمارے دلائل پر غور کر کے اپنی رائے پر نظر ثانی فرمائیں گے۔

مراجع وحواشی

(۱) مودودی، ابوالاعلی، سید تفہیم القرآن، جلد:۱،ص:۴۴۷، طبع:۴۰، لاہور ۲۰۰۵ء

(۲) سورۃ البقرۃ: آیت ۲۳۳　(۳) سورۃ البقرۃ: آیت ۲۳۳

(۴) ابوداؤد، بجستانی، سلیمان بن اشعث: سنن ابی داؤد، باب فی حق الزوج علی المراۃ۔جلد:۶ صفحہ:۴۳، بیروت مکتبہ مطبوعات اسلامیہ: ۱۴۱۴ھ

(۵) شفیع، محمد، مفتی، معارف القرآن تفسیر سورہ المائدہ کراچی: مکتبہ معارف القرآن

(۶) اوج، احمد شکیل، ڈاکٹر، نسائیات: طبع:۱، صفحہ:۹۵ کراچی کلیہ معارف اسلامیہ　(۷) سورۃ البقرۃ: آیت:۳۵

(۸) سورۃ التوبۃ: آیت:۳۱　(۹) سورۃ التوبۃ: آیت:۲۴　(۱۰) سورۃ الصّف: آیت:۱۴

(۱۱) طبرانی، سلیمان بن احمد، ابوالقاسم، المعجم الکبیر جلد:۱۷ صفحہ:۱۰۰، قاہرہ مکتبہ ابن تیمیہ

(۱۲) بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، باب اخراج الیہود من جزیرۃ العرب، جلد:۱۰ صفحہ:۴۲۴، بیروت، دار ابن کثیر ۱۴۱۴ھ

(۱۳) ایضاً　(۱۴) مسلم بن حجاج، ابو الحسین صحیح مسلم، جلد:۹ صفحہ:۲۲۰، بیروت، داراحیاء التراث العربی

(۱۵) سورۃ المائدۃ: آیت:۵　(۱۶) سورۃ البقرۃ: آیت:۲۱

(۱۷) ابن کثیر، اسماعیل بن عمر تفسیر القرآن العظیم، جلد:۳ طبع:۵، صفحہ ۴۲، کوڑہ خٹک، صدیقیہ کتب خانہ، ۱۹۹۵ء

(۱۸) سورۃ المائدۃ: آیت:۲۲۱　(۱۹) سورۃ المائدۃ: آیت:۵

(۲۰) طبری، محمد بن جریر، ابوجعفر، جامع البیان فی تاویل القرآن، جلد۴ طبع اول، صفحہ:۳۶۵، مصر، المطبعۃ المیمنیۃ،

(۲۱) ابن کثیر، اسماعیل بن عمر تفسیر القرآن العظیم، جلد:۱ طبع:۵ صفحہ ۵۸۲، کوڑہ خٹک، صدیقیہ کتب خانہ، ۱۹۹۵ء

(۲۲) قرطبی، محمد بن احمد، ابوعبداللہ، الجامع الاحکام القرآن، جلد:۳، طبع:۱ صفحہ:۷۲، مؤسسۃ الرسالہ

Create PDF with PDF4U. If you wish to remove this line, please click here to purchase the full version.

(۲۳) بغوی، عبداللہ بن احمد۔جلد:۱، طبع:۱، صفحہ:۴۵۶، ریاض، دارالسلام
(۲۴) شنقیطی، امین، محمد، اضواء البیان فی ایضاح القرآن بالقرآن، جلد:۳، صفحہ:۴، بیروت، عالم لکتب
(۲۵) رازی، ابوعبداللہ، مفاتح الغیب، جلد:۵، طبع ا، صفحہ:۶۴، بیروت، دار لکتب العلمیہ ۱۹۸۸ء
(۲۶) کاسانی، ابا بکر بن مسعود، بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، جلد:۵، صفحہ:۴۵۶، بیروت، دار لکتب العلمیہ ۱۴۲۴ھ
(۲۷) مالک بن انس، المدونۃ لکبری، جلد:۶، صفحہ:۹۴
(۲۸) بہوتی، منصور بن یوسف کشاف القناع، جلد:۵، طبع:د۔ط صفحہ:۸۴، بیروت، دار الفکر ۱۹۸۲ء
(۲۹) ابن حزم، علی بن احمد ظاہری، المحلی فی شرح المجلی بالحجج والآثار، جلد:۹، صفحہ ۴۴۹
(۳۰) زیدان، عبد لکریم، ڈاکٹر، المفصل فی احکام المرءۃ، جلد:۷، طبع اول، صفحہ:۶، مؤسسۃ الرسالہ (۳۱) سورۃ الممتحنۃ: آیت:۱۰
(۳۲) ابن کثیر، اسماعیل بن عمر تفسیر القرآن العظیم، جلد:۸، طبع:۵، صفحہ:۹۳، کوڑہ خٹک، صدیقیہ کتب خانہ، ۱۹۹۵ء
(۳۳) طبری، ابا جعفر محمد بن جریر، جامع البیان فی تاویل القرآن، جلد:۴، طبع اول صفحہ:۳۶۷، مصر، المطبعۃ المیمنیۃ،
(۳۴) قرطبی، محمد بن احمد، ابوعبداللہ، الجامع الاحکام القرآن، جلد:۱۹، طبع:۱، صفحہ:۱۲۹، مؤسسۃ الرسالہ
(۳۵) ابن حجر، احمد بن علی، فتح الباری شرح صحیح بخاری، جلد:۱۴، صفحہ:۳۰۰، دار طیبہ، ۲۰۰۵ء
(۳۶) آلوسی، شہاب الدین محمد بن عبداللہ، روح المعانی (۳۷) بیہقی، احمد بن حسین، السنن لکبری، جلد:۷، صفحہ:۱۷۳
(۳۸) ایضاً (۳۹) سرخسی، محمد بن احمد شمس الائمہ، المبسوط، جلد:۶، صفحہ:۱۴۷
(۴۰) مالک بن انس، المدونۃ لکبری، جلد:۶، صفحہ:۹۴
(۴۱) شافعی، محمد بن ادریس کتاب الام، جلد:۵، صفحہ:۱۹۹، دار الوفاء، ۲۰۰۱ء (۴۲) ایضا
(۴۳) شافعی، محمد بن ادریس کتاب الام، جلد:۵، صفحہ:۷، دار الوفاء، ۲۰۰۱ء
(۴۴) حنبلی، موفق الدین ابن قدامہ، المغنی، جلد:۱۴، صفحہ:۴۰۰

تعارف و تبصرۂ کتب (۲)

نام کتاب: قتل بہ جذبۂ رحم	مؤلف: ڈاکٹر محمد شمیم اختر قاسمی
ناشر: اسلامک ریسرچ کیڈمی کراچی	صفحات: ۱۶۰
قیمت: ۲۰۰ روپے	اشاعت: نومبر ۲۰۱۳ء مبصر: پروفیسر ڈاکٹر وقار احمد زبیری*

جیسے جیسے سائنس اور ٹیکنالوجی کی ترقی ہو رہی ہے، زندگی کی آسائشیں بڑھ رہی ہیں اور روزمرہ کی زندگی آسان ہوتی جارہی ہے۔ مگر یہ بھی درست ہے کہ مسائل حل ہو رہے ہیں تو انسانی خودغرضی اور مفاد پرستی میں بھی اضافہ ہونا جارہا ہے اور اس خودغرضی کی بنا پر نت نئے معاملات سامنے آرہے ہیں۔

مغربی معاشرے کی بنیاد ہی نفس پرستی، خودغرضی اور مفاد پرستی پر ہے۔ مگر انہوں نے اپنی ان تمام خرابیوں کو

* ڈائریکٹر شعبۂ تحقیق، اسلامک ریسرچ کیڈمی کراچی برقی پتا: researchjournalpk@gmail.com
تاریخ موصولہ: ۱۰/۱۲/۲۰۱۳ء

Create PDF with PDF4U. If you wish to remove this line, please click here to purchase the full version.